نقش آغاز

راشد الحق سمیع حقانی

صدر مشرف کا دورۂ امریکہ و یورپ

خدشات ہی خدشات......

گزشتہ دنوں جنرل پرویز مشرف نے امریکہ و یورپ کا تفصیلی دورہ کیا۔اس دورہ کی اہم بات یہ ہے کہ جنرل پرویز نے امریکہ کے مشہور بدنام زمانہ تفریحی مقام کیمپ ڈیوڈ میں امریکی صدر جارج بش سے طویل ملاقاتیں اور خفیہ مذاکرات ومعاملات بھی طے کئے۔قوم، پارلیمنٹ اور میڈیا کو کیمپ ڈیوڈ کے مذاکرات ومعاملات سے اب تک تفصیلی طور پر آ گاہ نہیں کیا گیا۔معلوم نہیں کہ ایک فردِ واحد نے ملک وملت کی تقدیر کے فیصلے کس اختیار اور کس قانون کے تحت تنِ تنہا کر لئے؟ اب خدا جانے کہ اس کے کیا نتائج نکلیں گے؟ اس سے پہلے پاکستان کے مختلف حکمرانوں اور موجودہ مشرف حکومت نے امریکی دوستی کی خاطر جتنے بھی فیصلے کئے ہیں اس میں پاکستان اور قوم کا مفاد ہی ضائع ہوا ہے۔اور انہیں دوستی کے عوض سوائے مایوسی اور خسارہ کے کچھ بھی ہاتھ نہیں آیا۔اس دورہ میں بھی امریکہ نے جنرل مشرف کو مزید احکامات کی فہرست تھمائی ہوگی اور موہوم تین ارب ڈالر کے عوض ان سے کیا کیا وعدے اور معاہدے کئے ہوں گے۔

انتہا یہ ہے کہ اس دورہ میں جنرل مشرف نے منتخب حکومت کے کسی بھی نمائندے یا خصوصاً اس کے وزیر خارجہ کو بھی اپنے ساتھ لے جانا مناسب نہیں سمجھا۔شاید اس اقدام سے منتخب نمائندوں کو یہ تاثر دینا تھا کہ آپ کی کوئی اہمیت یا قدر ومنزلت نہیں اور جو کچھ ہوں وہ میں اور میرے منتخب کردہ افراد ہیں۔حالانکہ اصولی طور پر یہ دورہ وزیر اعظم پاکستان کو کرنا چاہیے تھا۔اس لئے کہ تھوڑا بہت جمہوری نظام شروع ہو چکا ہے۔اور اس وقت وہی پاکستان کے منتخب کردہ وزیر اعظم اور رہنما ہیں۔لیکن

ع ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے؟

کیمپ ڈیوڈ ہمیشہ عالم اسلام کے لئے ایک منحوس مقام کی حیثیت رکھتا ہے جہاں پر انور سادات، یاسر عرفات اور دیگر مسلم لیڈروں نے اپنی اقوام اور اپنے مقاصد سے انحراف اور غداریاں کیں۔کیمپ ڈیوڈ کے شیشے میں انہی لوگوں کو اتارا جاتا ہے جن کے قدموں میں لڑکھڑاہٹ کا عنصر ہو اور جو بہک جانے کو بھی جرأت رندانہ سمجھتے ہیں۔اسی لئے جنرل مشرف دورۂ امریکہ اور کیمپ ڈیوڈ کی یاترہ کو باعث فخر وافتخار سمجھ رہے ہیں۔اور وہ بانگ دہل کہہ رہے ہیں کہ۔ں امریکہ کے دورے سے زیادہ ''پر اعتماد اور پُرعزم'' ہو کر لوٹا ہوں اور ان کے لب ولہجے میں اسلام، شریعت بل اور مذہبی

قوتوں کے بارے میں نفرت اور بھی زیادہ چھلکنے لگی ہے۔ انہوں نے دیارِ مغرب میں اور کلیسا کے زیر سایہ ہر جگہ اپنی تقاریر اور انٹرویوز میں مذہب‘ شریعت بل‘حسبہ ایکٹ‘القاعدہ کے مجاہدین‘ طالبان ‘ دینی جماعتوں اور صوبہ سرحد کی حکومت کے خلاف کھل کر اپنے پراگندہ خیالات کی ترجمانی کی اور یورپ کے اخبارات ومیڈیا سے اس کی خوب خوب داد بھی پائی۔ انہوں نے دورہ امریکہ ویورپ میں یوں تو کئی امور پر رائے زنی کی لیکن چند ایسی باتیں بھی ترنگ میں آ کر کہہ ڈالیں جس کو سن کر پاکستانی مسلمانوں کے تن بدن میں غصے اور پریشانی کی لہر دوڑ گئی مثلاً پاکستان کا اسرائیل کو تسلیم کرنا‘ عراقی مسلمانوں کی مزاحمت کچلنے کے لئے پاکستانی افواج بھیجنا‘ ایران کے خلاف امریکہ کی متوقع جنگ میں اس کا ساتھ دینا‘ کشمیر پالیسی کو تبدیل کرنا اور ایٹمی پروگرام کو محدود کرنا یہ تمام انتہائی حساس معاملات ہیں اور قوم ان تمام امور پر انتہائی سخت موقف رکھتی ہے۔ ملک وملت اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دے سکتی کہ محض امریکہ اور یہود ونصاریٰ کی خوشنودی کے لئے اسرائیل کو تسلیم کیا جائے۔ وہ اسرائیل جو رات دن نہتے فلسطینیوں کو بے دریغ قتل کر رہا ہے۔ وہ اسرائیل جس نے مسلمانوں کے قبلہ اول القدس شریف کو اپنے ناپاک قبضے میں رکھا ہوا ہے۔ وہ اسرائیل جو مسلمانوں اور عالم اسلام کا چودہ سو برس سے دشمن چلا آ رہا ہے۔ وہ اسرائیل جو ہندوستان کو مسلسل جدید ترین ہتھیاروں کی سپلائی اور نئی عسکری ٹیکنالوجی فراہم کر رہا ہے۔ وہ اسرائیل جو کشمیر میں مجاہدین کی کاروائیوں کو کچلنے میں بھارت کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑا ہے۔ وہ اسرائیل جسے سارے عالم اسلام نے ابھی تک تسلیم نہیں کیا۔ (ماسوائے چند ضمیر فروش ممالک کے)

تو پاکستان جیسے نظریاتی اور اسلامی ملک اسے کیونکر تسلیم کر لے؟ اسی طرح عراق میں پاکستانی افواج کو بھیجنا بھی پاکستان کے لئے ایک المیہ ہوگا اور اس فیصلہ سے پاکستانی افواج کے ماتھے پر وہ کالک کا دھبہ لگے گا کہ طوفان نوح بھی تا قیامت اس کو دھو نہیں سکے گا۔ عراق میں امریکہ نے اقوام متحدہ‘ سیکورٹی کونسل‘ اور دنیا بھر کی مخالفت کے باوجود جارحیت کی اور اب جب وہاں کی مقامی آبادی استعماریت اور ظلم وجبر اور غلامی کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی ہے تو امریکی افواج کے ہوش ٹھکانے لگ گئے ہیں اور اب وہ پاکستانی اور مسلمان افواج کے ہاتھوں عراقی مسلمانوں کو قتل کرنا چاہتی ہے‘ پاکستانی فوج امریکی افواج کی چوکیداری کا کام بھی دے گی اور عراقی عوام کے جذبہ آزادی کو بھی کچل کرنے میں امریکہ کی معاون ومددگار ہوگی۔ یہ کہاں کے اصول اور ضوابط ہیں؟ کہ ایک آزاد اور خودمختار قوم کی فوج کرائے کی فوج بن جائے؟ اس اقدام سے پاکستان سارے عالم اسلام کی نظروں سے گر جائے گا۔ خدارا اس حد تک امریکہ کی غلامی اور خوشنودی میں نہ جایا جائے۔ اسی طرح کشمیر کی پالیسی پر یوٹرن بھی ہزار خطرات سے خالی نہیں ہوگا۔ اور اس کے بھی وہی نتائج اور منفی اثرات برآمد ہوں گے جو تباہ کن پالیسی جنرل مشرف نے طالبان اور افغانستان کے بارے میں اختیار کی تھی۔ اسی طرح ایٹمی پروگرام کو رول بیک کرنا ان نازک حالات میں کہاں کی دانشمندی اور حب الوطنی ہے؟ عراق ہی

کو لیجئے جس نے خود کو امریکہ کے کہنے پر غیر مسلح کیا تو اس کا حشر آج ہمارے سامنے ہے۔ پھر امریکہ اسرائیل کو تو ایٹمی پروگرام رول بیک کرنے کے لئے نہیں کہہ رہا کیونکہ اسرائیل جس قدر ایٹمی طور پر مضبوط ہوگا اتنا ہی وہ خطرات سے دور اور محفوظ ہوگا۔ اگر پاکستان، امریکہ، ہندوستان اور دیگر برائی کی قوتوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا چاہتا ہے تو اسے اپنے ایٹمی پروگرام کو مزید مضبوط بنانا ہوگا اور اس پر کسی قسم کی سودا بازی نہیں کرنی ہوگی۔ ان تمام متوقع اقدامات کا دورۂ امریکہ و یورپ کے موقع پر پاکستان کی سب سے بڑی شخصیت کی طرف سے افشاء اور دلالت کرنا ایک انتہائی خطرناک طوفان کی غمازی کرتا ہے۔ خدا نہ کرے کہ اس طوفان کی زد میں آکر ملک و ملت اپنے عقیدے، نظریے، روایات تہذیب و تمدن اور وہ متفقہ پالیسی جو ملک و ملت کی بنیاد اور روح ہے کو بہا کر لے جائے۔ ملک کی تمام سیاسی اور دینی جماعتوں اور بڑے اداروں کے ارباب حل وعقد کو دورہ امریکہ او کیمپ ڈیوڈ کے مذاکرات کا باریک بینی سے جائزہ لینا ہوگا۔ ورنہ ایک مطلق العنان حکمران کے فیصلے ہمیں کہیں کا نہ چھوڑیں گے۔

اعلیٰ عدالتوں سے دینی مدارس کی ڈگریوں کو بے توقیر کرنے کا خطرناک منصوبہ

دینی جماعتوں پر مشتمل متحدہ مجلس عمل کا اتحاد جو کہ امریکہ، مغرب اور خصوصاً حکومت وقت کے لئے ایک چیلنج کی حیثیت اختیار کر گیا ہے کو حکومت نے کمزور کرنے کے لئے اور پارلیمنٹ میں اس کے سخت مؤقف سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے ایک گہری سازش کے تحت سپریم کورٹ آف پاکستان اور پشاور ہائی کورٹ میں اپنے ایجنٹوں کے ذریعے دینی مدارس کی اسناد کو چیلنج کیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے پشاور ہائی کورٹ کے الیکشن ٹریبونل کے جج طارق پرویز نے حکومتی دباؤ اور دیگر ''ذرائع'' کے بناء پر مجلس عمل کے کوہاٹ سے منتخب شدہ ایم۔ این۔ اے مولانا مفتی ابرار کو نااہل بھی قرار دے دیا اس وجہ پر کہ ان کی سند بی۔ اے کے برابر نہیں۔ اور اس حلقہ میں دوبارہ الیکشن کرنے کا حکم بھی صادر فرمایا۔ (اگرچہ پھر مفتی ابرار کے سپریم کورٹ سے رجوع کرنے پر سپریم کورٹ نے ہائی کورٹ کے فیصلے کو کالعدم قرار دیا اور عارضی طور پر انہیں بحال کر دیا اور فیصلہ کیا کہ پہلے سے دینی مدارس کی ڈگریوں کے متعلق سپریم کورٹ میں دائر کیس کے ساتھ اس کا فیصلہ بھی ستمبر میں کر دیا جائے گا۔) ہائی کورٹ کے اس متنازعہ ترین اور عدل وانصاف سے عاری فیصلے نے ملک بھر میں غصہ اور اضطراب کی لہر دوڑا دی تھی اور اس سے عدلیہ کی ساکھ بری طرح متاثر ہوئی۔ عدلیہ نے ایک بار پھر یہ ثابت کیا کہ وہ حکومتِ وقت کے ہاتھ کی چھڑی ہے اور اُسی کی جنبش اَبرو پر اس کی گفتار و رفتار اور نشست و برخاست کا انحصار ہے اور اسی کی منشا کے موافق فیصلے کرنا اس کا ''آئین'' ہے۔ ورنہ اسی عدالت کے تین ججوں نے کچھ عرصہ قبل ایم ایم اے کے ایک رکن قومی اسمبلی کی سند کے متعلق یہ وضاحت کی تھی کہ یہ بی۔ اے کے مساوی ہے۔